سوال

(248)قربانی کے چار دن ہیں

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بعض لوگ صرف 12 ذوالحجہ تک قربانی کو جائز قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک قربانی کے صرف تین دن ہیں، آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں صحیح فیصلہ تحریر فرمائیں، جزاکم اللہ؟
(حکیم محمد دین، سعد اللہ پور، ضلع گوجرانوالہ براہ ونیکے تارڑ)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اس بارے میں امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ قربانی صحیح معنی میں قربانی وہی ہوگی جو نماز عید ادا کرنے کے بعد ذبح کی جائے اور جو قربانی نماز عید ادا کرنے سے پہلے ذبح کی جائے گی وہ قربانی جائز نہیں ہوگی جیسے کہ صحیح حدیث میں وارد ہے۔

(عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ذبح قبل الصلوۃ فلیعد۔الخ)

"حضرت انس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ جس نے نماز عید سے پہلے قربانی ذبح کی تو وہ دوبارہ قربانی ذبح کرے۔"

(عن جندب بن سفیان قال شھدت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم النحر فقال من ذبح قبل الصلوۃ فلیعد مکانھا اخری) (صحیح بخاري: ص 834 ج 2)

حضرت جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نماز ادا کرنے سے پہلے قربانی ذبح کرتا ہے، وہ دوبارہ قربانی دے۔

رہی یہ بات کہ قربانی کتنے دن تک ذبح کی جاسکتی ہے اور یہی مسئلہ آج کی صحبت میں ہمارے مقالہ کا عنوان ہے۔ چنانچہ اس میں علمائے شریعت کا اختلاف ہے۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(وفی ہذہ المسئلة اربعة اقوال احدہا ان وقت الذبح یوم الاضحیٰ وثلاثة ایام بعدہٰذا منقول عن علی والثانی ان وقت الذبح یوم النحر ویومان بعدہ وہذا مذہب احمد ومالک وابی حنیفة رحمہم اللہ والثالث ان وقت النحر یوم واحد وہو منقول عن ابن سیرین والرابع یوم واحد فی الامصار وثلاثة ایام فی منی لانہا ہناک اعمال المناسک من الرمی والطواف والحلق) (زاد المعاد: ص 247 ج 1)

"قربانی کے آخری وقت میں چار اقوال ہیں: پہلا یہ ہے کہ قربانی یوم نحر سے لے کر 13 ذوالحجہ تک ذبح کرنی جائز ہے، جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ سے منقول ہے۔ دوسرا

قول یہ ہے کہ قربانی کا جانور صرف بارہ ذوالحجہ تک ذبح کرنا جائز ہے ۔ امام مالک رحمہ اللہ، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ، احمد رحمہ اللہ کے علاوہ صحابہ میں سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے ۔ تیسرا قول یہ ہے کہ قربانی صرف 10 ذوالحجہ کے دن ہی کرنی چاہیے ۔ جیسے امام ابن سیرین کا خیال ہے چوتھا قول اس طرح ہے کہ سعید بن جبیر اور جابر بن زید کہتے ہیں کہ شہری لوگوں کے لئے صرف 10 ذوالحجہ کا دن ہے اور اہل منیٰ کو 12 ذوالحجہ تک قربانی ذبح کرنی جائز ہے ۔ " کیونکہ حجاج کرام مناسک حج، یعنی رمی جمار، حجامت اور طواف زیارت جیسے فرائض میں مصروف ہوتے ہیں ۔

حالانکہ ایک پانچواں قول بھی ہے اور وہ یہ کہ قربانی ایک نیک کام ہے جو آخر ذوالحجہ تک جائز ہے ۔ یہ امام ابن حزم کا خیال ہے ۔ اب ہم ان تمام اقوال پر علیحدہ علیحدہ تبصرہ کرتے ہیں :

پانچواں قول کہ قربانی آخر ذوالحجہ تک کرنی جائز ہے، صحیح نہیں ۔ کیونکہ اس کی تائید میں کوئی مرفوع روایت وارد نہیں ہے ۔ ہاں، ایک مرسل روایت ذکر کی جاتی ہے اور مرسل روایت محدثین کے ہاں مقبول نہیں ہے ۔ نزہتہ النظر، تدریب الراوي اور کفایہ بغدادي میں اس کی تفصیل موجود ہے ۔ جب صحیح مرفوع حدیث موجود ہو تو محدثین کے علاوہ خود وہ لوگ جن کے نزدیک مرسل حدیث حجت ہوتی ہے، اسے حجت نہیں مانتے، البتہ اس قول کے سلسلہ میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے مسند احمد کے حوالہ سے ابوامامہ کی ایک روایت نقل کی ہے :

(کان المسلمون یشتري احدہم الاضحیۃ فیسمنہا ویذبحہا فی آخر ذي الحجۃ قال احمد ہذا حدیث عجیب) (فتح الباري شرح صحیح البخاري : ص 325، پارہ 23)

کہ بعض صحابہ کرام جانور خرید کر ان کو خوب موٹا تازہ کرتے اور ذوالحجہ کے آخر میں ذبح کرتے ۔

امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ روایت عجیب قسم کی ہے اور جب یہ خود ہی عجیب ہے تو پھر مرسل کی مؤید کیسے بن سکتی ہے ؟

چوتھا قول بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ اہل امصار اور اہل منیٰ کی جو تقسیم روا رکھی گئی ہے، ہمیں اس کی کوئی دلیل نہیں ملتی ۔

اور تیسرا قول تو بالکل غلط ہے کیونکہ یہ قرآن مجید کی نص کے خلاف ہے ۔ چنانچہ ارشاد ہے :

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۲۸ ... سورۃ الحج

"ایام معلومات میں قربانی کے جانوروں پر اللہ تعالیٰ کا نام لیں ۔ "

اور لفظ ایام جمع ہے، لہذا معلوم ہوا کہ خود قرآن مجید میں قربانی کے لئے متعدد ایام کا ذکر موجود ہے ۔ لہذا یہ قول صریح طور پر قرآن کے خلاف اور نہایت غلط ہے ۔

اب رہا دوسرا قول کہ قربانی عید کے دن سے لے کر بارہ ذوالحجہ تک کرنی جائز ہے اور اس کے بعد جائز نہیں ۔ گویا یہ قول بھی درجہ صحت سے گرا ہوا ہے، تاہم حنفیہ اور مالکیہ اس کی تائید میں چند آثار پیش کرتے ہیں ۔

1 ۔ (عن علي النحر ثلاثۃ ایام ۔ الخ)

"حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قربانی تین دن ہے ۔ "

یہ قول صحیح نہیں، کیونکہ اس کی سند میں ابن یعلی اور منہال نامی دو راوی ضعیف ہیں ۔ حافظ ابن حزم فرماتے ہیں کہ ابن ابی یعلی سیئ الحفظ ہے اور منہال متکلم فیہ ہے ۔ (محلیٰ ابن حزم، ص 377، ج 7) بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے 13 ذوالحجہ تک قربانی ذبح کرنے کا جواز منقول ہے جسے ہم آگے نقل کر رہے ہیں ۔

2۔ (مالک بن ماعزاو ماعز بن مالک ان اباہ سمع عمر یقول انما النحر فی ہذا الثلاثۃ الایام) (محلیٰ ابن حزم، ص 377، ج 7)

یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ قربانی صرف تین دن جائز ہے۔

مگر حافظ ابن حزم فرماتے ہیں:

(عن عمر من طریق مجھول عن ابیہ مجھول)

یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں استاد شاگرد، یعنی باپ بیٹا دونوں مجہول ہیں۔ (حوالہ مذکور)

3۔ (عن ابی حمزۃ عن حرب عن ابن عباس قال ایام النحر ثلاثۃ ایام)

کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قربانی کے تین دن ہیں۔

مگر یہ قول بھی صحیح نہیں، حافظ ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

(فیہ ابو حمزۃ وہو ضعیف)

کہ اس روایت کا ایک راوی ابو حمزہ ضعیف ہے۔

4۔ (عن اسماعیل بن عیاش عن عبداللہ بن نافع عن نافع عن ابن عمر: اَلاَضحیٰ یوم النحر ویومان بعدہ (محلیٰ ابن حزم))

کہ قربانی 12 ذوالحجہ تک ہے۔

لیکن یہ قول بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ اسماعیل بن عیاش اور عبداللہ بن نافع دونوں ضعیف راوی ہیں۔ (کماقال الامام علی بن حزم فی کتابہ المحلیٰ (ج 7 ص 377))

5۔ (عن انس اَلاَضحیٰ ثلاثۃ ایام)

کہ قربانی تین دن تک ہے۔

اگرچہ امام ابن حزم نے اس کو صحیح کہا ہے، مگر اس سے دلیل نہیں لی جاسکتی، کیونکہ یہ ان کی اپنی رائے ہے اور دلیل کے لئے مرفوع حدیث درکار ہوتی ہے۔

ان آثار کے علاوہ حنفیہ کی طرف سے یہ دعویٰ بھی کیا جاتا ہے کہ یہ مسئلہ اجماعی ہے۔ مگر ان کا یہ دعویٰ دلیل سے کورا ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حزم فرماتے ہیں:

(وان کان ہذا اجماعا فقد خالفہ، عطاء و عمر بن عبدالعزیز والحسن البصري والزہري وابو مسلمۃ بن عبدالرحمان وسلیمان بن یسار اَلاجماع، واف لکل اجماع خرج عنہ ہولاء) (محلیٰ ابن حزم ص 378، ج 7)

کہ اجماع کا دعویٰ قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے، کیونکہ امام عطاء، عمر بن عبدالعزیز، حسن بصری، ابو شہاب زہری، ابو مسلمہ اور سلیمان جیسے نامور ائمہ اس کی مخالفت کرتے ہیں اور ایسا اجماع قابل رحم ہے جس کے مخالف ایسے لوگ ہوں۔

اوریہ بات بھی یاد رہے کہ اس روایت کو مشہور محقق حنفی حافظ ذیلعی نے بھی غریب جداکہا ہے ۔ چنانچہ نصب الرأیہ (ص213، ج4) میں ہے :

(روي عن عمر و علي و ابن عباس انهم قالوا ايام النهر ثلاثة افضلها اولها قلت غريب جدا)

لہذا یہ اقوال خود حنفیہ کے ہاں بھی قابل استدلال اور لائق اختیار نہیں ہیں ۔ ان چار اقوال پر بحث کرنے کے بعد اب پہلا قول کہ قربانی عید کے دن سے لے کر 13 ذوالحجہ تک ذبح کرنی جائزہے، باقی رہ جاتا ہے ۔ لہذا اب اس پر مفصل بحث کی جاتی ہے ۔

ہمارے نزدیک دلائل کی روشنی میں یہ قول اصح اور اثبت ہے، کیونکہ احادیث حسنہ کے ساتھ ساتھ جمہور اہل علم کی بھی یہی رائے ہے ۔

1 ۔ (عن جبير بن مطعم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل فجاج منىٰ منحر و كل ايام التشريق ذبح) (موارد الظمان الی زوائد ابن حبان : ص249)

کہ منیٰ کی ہر گلی منحر ہے اور پورے ایام تشریق میں قربانی کرنا جائز ہے ۔ اس حدیث کو امام دار قطنی نے بھی نقل کیا ہے اور اس کی سند یہ ہے :

(سليمان بن موسىٰ عن عمرو بن دينار عن نافع بن جبير عن النبي صلى الله عليه وسلم) (نیل : ص216، ج5)

اس روایت کو حافظ بیہقی اور محدث ابن عدی نے بھی نقل کیا ہے ۔ مگر ابن عدی کی روایت میں ایک راوی معاویہ بن یحییٰ صوفی ضعیف ہے ۔ محدث بزار، اور محدث ابن حاتم نے بھی اس کو ذکر کیا ہے جیسے کہ نصب الرأیہ (ص213، ج4) میں ہے ۔ لیکن ان تمام طرق کو علامہ ذیلعی اور امام ابن قیم رحمہ اللہ نے منقطع قرار دیا ہے، مگر ان کی یہ جرح درخوِ اعتناء اور اعتبار کے قابل نہیں ہے ۔ کیونکہ حافظ ابن حجر نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے ۔ عبارت یہ ہے :

(وحجة الجمهور حديث جبير بن مطعم رفعه، كل فجاج منىٰ منحر و كل ايام التشريق ذبح اخرجه احمد لكن في اسناده انقطاع ووصله الدار قطني ورواته ثقات) (فتح الباري : ص345 پارہ23)

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث جمہور اہل علم کی دلیل ہے کہ ایام تشریق میں قربانی ذبح کرنی جائز ہے ۔ اسے امام احمد نے روایت کیا ہے ۔ مگر اس کی سند میں انقطاع ہے اور امام دار قطنی نے اسے موصول بیان کیا ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں ۔ اور جب اس روایت کو محدث ابن حبان نے اپنی صحیح میں ذکر کر دیا ہے تو پھر اس انقطاع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ مزید برآں امام شوکانی رحمہ اللہ نے بھی محدث ابن حبان کی روایت کی صحت کو تسلیم کیا ہے ۔ (نیل الاوطار : ص216 ج5)

نیز خود محقق علامہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے بھی اس روایت کو دو طریقوں سے روایت کیا ہے ۔ ایک حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے واسطے سے اور دوسرے اسامہ بن زید سے اور اسامہ بن زید عن عطا رعن جابر سے بھی روایت کیا ہے اور اسامہ بن زید والی روایت کو صحیح تسلیم کرتے ہیں ۔ (زادالمعاد : ص247 ج1)

(قال يعقوب بن سفيان اسامة بن زيد عند اهل المدينة ثقة مامون)

اہل مدینہ کے نزدیک اسامہ قابل اعتماد اور مامون راوی ہے ۔ بلکہ حق بات یہ ہے کہ خود حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کے نزدیک بھی 13 ذی الحجہ تک قربانی ذبح کرنی جائز ہے ۔ چنانچہ 12 ذی الحجہ تک قربانی کرنے والوں کی طرف سے ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں :

(فاما نهيم عن ادخار لحوم الاضاحي فوق ثلاث فلا يدل على ان ايام الذبح ثلاثة فقط لان الحديث دليل على نهي الذابح ان يدخر شيئا فوق ثلاثة ايام من يوم ذبحه فلو اخر الذبح الى اليوم الثالث الجازله الادخار وقت النهي بينه وبين ثلاثة ايام)

"کہ تین دن سے زیادہ مدت تک گوشت کا ذخیرہ کرنے کے متعلق جو امتناعی حکم ہے، وہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ قربانی صرف تین دن تک ہے کیونکہ اگر قربانی تیسرے دن ذبح کی جائے تو تین دن سے زائد ایام تک گوشت کو ذخیرہ کرلینا جائز ہوگا ۔ "

جمہور اہل علم کا یہی مذہب ہے، جیسا کہ فتح الباری کے حوالہ سے اوپر لکھا جا چکا ہے:

(قال علی بن ابی طالب ایام النحر یوم الاضحیٰ وثلاثۃ ایام بعدہ وہو مذہب امام اہل البصرۃ الحسن وامام اہل مکۃ عطاء بن ابی رباح وامام اہل الشام الاوزاعی وامام فقہاء اہل حدیث الشافعی رحمہ اللہ واختارہ ابن المنذر) (زاد المعاد: ص 246 ج 1)

"کہ جناب علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک 13 ذی الحجہ تک قربانی ذبح کرنی جائز ہے۔ بصرہ کے امام حسن رحمہ اللہ مکہ معظمہ کے امام عطاء رحمہ اللہ، شام کے امام اوزاعی اور سر خیل فقہاء اہل حدیث حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے اور اسی مذہب کو حضرت ابن المنذر جیسی شخصیت نے پسند فرمایا ہے۔ نووی شرح مسلم میں ہے:

(فقال الشافعي يجوز في يوم النحر وايام التشريق ثلاثة بعده ومن قال بهذا علي بن ابي طالب وجبير بن مطعم وابن عباس وعطاء والحسن البصري وعمر بن عبدالعزيز وسليمان بن موسىٰ الاسدي فقيه اهل الشام مكحول وداوٗد الظاهري وقال سعيد بن جبير لاهل القريٰ يوم النحر وايام التشريق) (نووي: ص 153، 2، نيل الاوطار: ص 216 ج 5)

"یعنی امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عید کے دن اور عید کے تین دن بعد ایام تشریق میں بھی قربانی ذبح کرنی جائز ہے، اور یہی قول ہے حضرت علی بن طالب، جبیر بن مطعم اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم، تابعین میں سے حضرت حسن بصری، عطاء، عمر بن عبدالعزیز، حضرت سلیمان، حضرت مکحول، امام داوٗد الظاہری اور سعید بن جبیر کا اور امام ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہم کا بھی اسی طرف رجحان ہے۔

اس طرح حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کتاب الاختیارات میں لکھا ہے کہ آخر وقت:

(ذبح الاضحیۃ آخر ایام التشریق وہو مذہب الشافعی واحد قولی احمد) (الاعتصام: 28 فروري ص 69)

قربانی کے ذبح کرنے کا ایام تشریق کا آخری دن۔

اس قول کی تائید عقبہ بن عامر کی اس صحیح حدیث سے بھی ہوتی ہے:

(ایام التشریق ایام اکل وشرب) (تحفۃ الاحوذي: ص 63، ج 2)

"ایام تشریق کھانے پینے کے دن ہیں۔"

چنانچہ امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(ولان الثلاثۃ تختص بکونہا ایام منی وایام الرمی وایام التشریق ویحرم صیامہا فہی اخوۃ فی ہذہ الاحکام فکیف تفترق فی جواز الذبح بغیر نص ولا اجماع وروي من وجہين مختلفين يشد احدهما الآخر) (زاد المعاد: ص 294، ج 1)

یعنی جب یہ تینوں دن ایام منیٰ، ایام رمی، ایام تشریق (گوشت کوٹنا) کے ساتھ مختص ہیں اور ان دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے۔ پس یہ ایام جب ان احکام میں برابر ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ نص اور اجماع کے بغیر ایام تشریق میں قربانی ذبح کرنے پر قدغن اور پابندی عائد کر دی جائے۔

اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قول کی تائید میں ایسی دو حدیثیں بھی ثابت ہیں، جو ان ایام میں ذبح کے جواز میں قابل استدلال ہیں اور وہ دونوں روایتیں ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ ایک تو حضرت جبیر بن مطعم کی اور دوسری اسامہ بن زید عن عطاء عن جابر کی روایت ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی اسی قول کی تائید فرمائی ہے اور اسے راجح قرار دیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

ایام معلومات سے مراد ایام معدودات ہیں، اور ایام معدودات یہ ہیں :

(الایام المعدودات ثلاثة ایام بعد یوم النحر وہذا اسناد صحیح) (تفسیر ابن کثیر : ص 576، سورۃ الحج)

"ایام معدودات سے مراد عید کا دن اور ایام تشریق مراد ہیں۔"

امام محمد بن علی شوکانی رحمہ اللہ اس مبحث کے آخر میں ان تمام اقوال پر محاکمہ کرنے کے بعد اپنا قول فیصل یوں رقم فرماتے ہیں :

(فہذہ خمسة مذاہب ارجحہا المذہب الاول للاحادیث المذکورة فی الباب وہی یقوی بعضها بعضا) (نیل الاوطار ص 216 ج 5)

کہ ان پانچوں مذاہب میں سے پہلا مذہب کہ قربانی عید کے دن سے لے کر 13 ذی الحجہ تک جائز ہے ازروئے احادیث ارجح اور اثبت ہے اور اس باب میں مذکورہ احادیث قابل استدلال ہیں۔

فیصلہ :۔۔ بہر حال 13 ذی الحجہ کے سورج کے غروب سے پہلے پہلے قربانی ذبح کرنی جائز ہے اور یہ قربانی صحیح اور درست ہوگی، بدعت نہ ہوگی۔ واللہ اعلم

ہذا ما عندي واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص620

محدث فتویٰ